قائداعظم محمد علی جناح۔ایک تاریخ ساز شخصیت

پروفیسر شمیم کوثر

Professor Shamim Kausar,

Head, Department of Urdu,

Govt. Girls Degree College, Quetta.

Abstract:

Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah was born on 25th December 1876. He was a famous lawyer, politician and founder of Pakistan. He served as the leader of the All India Muslim League. Pakistan got independence on 14th August 1947. Under his great leadership. Pakistan Muslim League passed the lahore resolution for the demand of separate country. He became the Governor General of Pakistan. He worked hard for the establishment of the new country as well as settlement of the millions of the muslims migrants. He died on 11th September 1948 at the age of 71 years.

باب الاسلام سندھ کے شہر کراچی میں جنم والی عظیم شخصیت محمد علی جناح نے پونجا کے چھوٹے بیٹے جناح پونجا کے ہاں آنکھ کھولی ۔ان کی ماں میٹھی بائی کی آٹھ اولادیں تھیں۔چار بیٹے اور چار بیٹیاں۔ جناح پونجا گنڈل کے نزدیک کاٹھیاوار میں ''پانڈلی یا پنیلی'' گاؤں میں مقیم تھے۔انھوں نے گونڈل سے کراچی تک کا سفر نہایت مشکل اور محنت سے کیا اور مختلف کاروبار میں نام کمایا۔محمد علی جناح میٹرک پاس کرنے کے بعد بیرسٹری کی تعلیم کے لیے۱۸۹۲ء میں لندن گئے ۔وہاں جا کر دوبارہ میٹرک پاس کرنا پڑا کیونکہ اعلی تعلیم کے حصول کے لیے وہاں پر میٹرک پاس کرنا ضروری تھا۔اس کے بعد لنکنز ان ادارے کا انتخاب بھی اس لیے کیا کہ اس کے صدر دروازے پر دنیا کے قانون بنانے والوں کے نام درج تھے اور سرفہرست حضور پاک ﷺ کا نام لکھا تھا۔ یہاں آپ ان کی رسول پاک ﷺ سے محبت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۸۹۷ء میں بمبئی میں وکالت کا آغاز کیا۔۱۹۰۰ء میں پریذیڈنسی مجسٹریٹ کے عہدے پر فائز ہوئے ۔اس کے بعد جب تک کانگرس سے وابستہ ہوئے تو مسلم و ہند کے درمیان اتحاد کی فضا قائم کرتے رہے ۔۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۷ء تک ان کی زندگی میں وہ لمحات بھی آئے

جب انہوں نے وکالت کو خیر باد کہا اور اپنا مقصد حیات ایک الگ خطہ کا قیام بنایا۔اس میں وہ کامیاب ہوئے لیکن صرف ایک سال کے مختصر عرصہ میں انھیں پاکستان کی خدمت کا موقع ملا۔اس دوران بھی ان کی صحت خراب رہی۔ان کی وجاہت مسحور کن اور پر جلال شخصیت تھی۔وہ اپنی سنگلاخ قوت ارادی کی بدولت بڑی سے بڑی مشکل پر قابو پا لیتے تھے۔ان کا یقین بے حد مضبوط تھا۔جب انھیں قتل کی دھمکیاں مل رہی تھیں۔وہ پاکستان کے قیام کے لیے ہر وقت فائلوں میں گم رہتے۔اس وقت انہوں نے کہا کہ میرا دشمن کامیاب نہیں ہو سکا۔اس لیے مجھے یقین ہے کہ اللہ ہم کو پاکستان دینے کے حق میں ہے۔ پاکستان کے قیام کو منزل تک پہنچانے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔انہوں نے جس تعلیمی ادارے میں حاصل کی اس کے دروازے پر کندہ ہے''اندر آ کر پڑھیے اور باہر جا کر خدمت کیجیے۔'' ۔

آپ پوری مسلم قوم کو ایک پلیٹ فارم پر لے کر آئے،معمار کی حیثت سے ایک نئی ملت تشکیل دی،مسلمان جو اس وقت بے حد مصائب کا شکار تھے۔انھیں تشخص اور پہچان کی ضرورت تھی۔اس لیے کہ وہ الگ قوم ہے اور ہندووں سے الگ ہیں۔انگریز اور ہندو ایک ملک بنانا چارہے تھے لیکن آپ نے ان کے خیال کو مٹا کے رکھ دیا۔انھوں نے منوا لیا اور اپنی غیر معمولی فراست اور سیاسی حکمت وتدبیر سے ہندوستان کی تاریخ بدل کے رکھ دی۔انھوں نے نہرو کی بات کو رد کیا جب اس نے کہا کہ''ہندوستان میں دو طاقتیں برطانوی حکومت اور کانگرس کی ہیں''۔آپ نے صاف الفاظ میں کہا کہ یہاں ایک طاقت اور بھی ہے۔وہ مسلمان ہیں۔جن کا اپنا تمدن،اپنی معاشرت اور اپنا نظام حیات ہے۔

قائداعظم کی تمام عمر ایک نصب العین کے حصول میں گزری۔انھوں نے پاکستان کے قیام اور مسلمانوں کی قومی تنظیم میں گزاری۔ان میں قانونی قابلیت اور سیاسی بصیرت بدرجہ اتم موجود تھی۔ تاریخ گواہ ہے کہ تاریخی لیڈروں میں انھیں سبقت حاصل رہی ہے۔ان کی شب وروز کی محنت وجانفشانی اور ان تھک محنت سے غلامی کی زنجیریں ٹوٹ گئیں۔ساری مسلم قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا۔تاریخ میں پہلا موقع تھا کہ مردوں کے ساتھ ساتھ مسلم خواتین کو بھی سیاسی اور قومی جہدوجہد میں کھڑا ہونے کا موقع ملا۔انھیں مسلم خواتین سے بہت توقعات تھیں۔اسی لیے وہ ان کی حوصلہ افزائی کرتے۔ آج کشمیریوں پر ہونے والے ستم وظلم تاریخی صفحات پر خون سے کندہ ہو رہے ہیں۔قائداعظم کو اپنے آخری ایام میں شدت سے خواہش تھی کہ کشمیریوں کو آزادی نصیب ہو۔انھیں یقین تھا کہ کشمیر کا الحاق پاکستان میں ہو جائے گا۔وہ کہا کرتے تھے کہ کشمیر ہماری جھولی میں پکے ہوئے پھل کی طرح آ گرے گا۔جب ان پر عیاں ہوا کہ سازشوں اور ناانصافیوں کی بدولت اب یہ ممکن نہیں ہو گا تو اس المیہ کا اثر ان کی صحت کو بھی کمزور کر گیا۔انھوں نے اس نصب العین اور مسلمانوں کے لیے الگ ملک کے حصول کے لیے دن رات محنت کی۔۵فروری ۱۹۴۵ء کو سری لنکا میں''مسلم ویوز'' کولمبو کے مدیر کو قائد نے پیغام دیا:

''اسلام کی بہترین روایات اور دین جو ہم تک رسول اکرم ﷺ کے

ذریعے پہنچا، دنیا بھر کے ہر مسلمان کو اپنی زندگی اس کے مطابق بسر
کرنی چاہیے۔ اسلام جمہوریت، امن اور انصاف قائم کرنے کے
لیے دنیا میں آیا تاکہ مجبوروں اور پسے ہووں کے حقوق کا تحفظ کیا
جائے۔ وہ نوع انسان تک امیر و غریب، ادنی و اعلی کے درمیان
مساوات کا پیغام لے کر آیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی زندگی کا بیشتر
حصہ اس نصب العین کی خاطر جہد و جہد میں گزارا۔ اس لیے ہر
مسلمان کا چاہے وہ کہیں بھی ہو، کیا یہ فرض نہیں بنتا کہ وہ اس عظیم
نصب العین اور اسلام کی شاندار روایات کو قائم رکھے۔ ہمارا یقین
ہے کہ یہ جمہوری اصولوں اور انصاف سے ہم آہنگ ہے۔ اسی لیے
ہم اس کے حصول کے لیے اٹل ہیں۔ انشاء اللہ فتح ہماری ہوگی۔"(۱)

بلوچستان پاکستان کے ایک بہت بڑے رقبہ پر موجود ہے۔ اس کے دامن کو اللہ نے فطری مظاہر، معدنی وسائل اور فطری حسن کے خزانے سے مالا مال کیا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک یہ سیاسی، تعلیمی، معاشی اور ادبی لحاظ سے کمزور تھا لیکن اب ہر شعبہ میں ترقی کی فضا قائم ہے۔ سیاسی لحاظ سے شعور کی آگاہی سے نوازنے کا اولین قدم قیام پاکستان سے پیشتر ادبی، سیاسی، علمی اور باشعور شخصیت یوسف عزیز مگسی نے اٹھایا۔ کم عرصہ کی سعی رہی جو ۱۹۳۵ء کے زلزلے میں انھیں خالق حقیقی سے ملنے کے بعد ختم ہوگی لیکن اس انقلاب کو آگے بڑھانے میں ان کے ساتھی محمد حسین عنقا، گل خان نصیر اور کئی دوسری شخصیات نے اہم کردار ادا کیا۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر لکھتے ہیں:

"یوسف عزیز بلوچستان میں سیاسی بیداری کے علمبردار اور مجاہد تھے۔"(۲)

قائداعظم نے مسلمانوں میں اتحاد کی فضا پیدا کی۔ انھیں اس قابل بنادیا کہ وہ ہندوں کا مقابلہ کرسکیں۔ ان کی صفوں سے انتشار کے خاتمہ کے لیے طوفانی دورے کیے اور اپنی شعلہ بار تقاریر سے برصغیر کی بساط سیاست میں انقلاب برپا کردیا۔ انھیں کسی طور یہ قبول نہ تھا کہ قوم تعصب کا شکار ہو، ان میں نااتفاقی ہو، کیوں کہ نااتفاقی قوموں کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔ کوئٹہ میونسپلٹی کے ایک استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اس استقبالیہ میں پچاس ہزار کے قریب لوگ جمع تھے۔ آپ نے کہا:

"مجھے یہ دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے کہ پاکستانیوں میں صوبائی عصبیت
کا زہر موجود ہے۔ انہوں نے لوگوں پر زور دیا کہ وہ بھول جائیں
کہ وہ بلوچ، پٹھان، سندھی، پنجابی اور بنگالی ہیں بلکہ خود کو اول و
آخر صرف پاکستانی سمجھیں۔"(۳)

قائداعظم اپنی ذاتی زندگی یا مفادات کے لیے ہمیشہ دیانتدار رہے۔ حقیقی محبّ وطن

تھے۔ان کا ارشاد ہے'' کردار، حوصلہ، محنت اور استقلال وہ چار ستون ہیں۔جن پر حیات انسانی کی تمام عمارات کا دار و مدار ہے۔''

بلوچستان میں انہوں نے سردار عثمان جوگیزئی سے خواہش کی کہ مغلیہ دور میں سکے رائج تھے۔ ان میں سے کوئی سکہ ایک ہی سائز کے نو یا گیارہ یا تیرہ انھیں چاہیے۔وہ اپنی اچکن میں لگانا چاہتے تھے۔سردار نے افغانستان کے شہر مزار سے سکے منگوا لیے۔جب قائداعظم کی خدمت میں پیش کئے تو انھوں نے پسند کرتے ہوئے ان کی قیمت پوچھی۔سردار صاحب پریشان ہو گے۔قائداعظم نے کہا میں نے کبھی کسی سے کوئی چیز مفت نہیں لی۔آخر کافی اصرار کے بعد رقم پوچھ لی گئی۔اور باقاعدہ ادا کی۔سردار نے نہایت عقلمندی اور محبت کا سہارا لیتے ہوئے کہا۔اب یہ رقم میری ہے۔آپ اسے مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے فنڈ میں ڈال دیں۔قائداعظم اس کی بات سن کر بڑے لطف اندوز ہوئے اور کہا:

''مجھے معلوم ہے پٹھان حساب کتاب خوب جانتے ہیں۔آپ نے اچھا حساب کیا''۔انھوں نے یہ رقم فنڈ میں ڈال دی۔''(۴)

آپ نے چالیس سال تک دن رات ایک کر کے کام کیا۔اور کبھی بھی اپنی بیماری کا نہیں سوچا۔وہ بیمار تھے،ان کے چہرے سے تھکن اور نقاہت صاف جھلکتی تھی لیکن انہیں اپنی ذمہ داریوں کی فکر تھی۔ انہیں ہمیشہ اپنی قوم پر اعتماد تھا۔اس موقع پر ان کی بہن محترمہ فاطمہ جناح کا ذکر ضروری ہے۔جنھوں نے ہر معاملے میں ثابت قدم رہ کر اپنے بھائی کا آخری لمحات تک ساتھ دیا۔قائداعظم فرماتے ہیں:

''ایک وقت ایسا بھی آیا جب ہمیں ایک عظیم انقلاب کا سامنا تھا۔ ہم گولیوں کی بوچھاڑ میں تھے حتیٰ کہ موت کے مقابلہ کے لیے آمادہ اور تیار تھے۔اس نازک دور میں میری بہن نے ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالا۔میرے شانہ بشانہ انتہائی معتمد رہی اور مجھے سنبھالا۔''(۵)

محترمہ فاطمہ جناح اپنے بھائی کے بارے میں کہتی ہیں:

''آپ کو کسی وقت بھی یہ نہ بھولنا چاہیے کہ قائداعظم نے حصول پاکستان کے لیے سخت ترین محنت کی اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لیے اس سے بھی زیادہ مشقت برداشت کی تاکہ پاکستان سلامت اور برقرار رہے۔انہوں نے دونوں مقاصد حاصل کر لیے مگر اپنی زندگی کی قیمت پر قائداعظم زندہ رہے تاکہ پاکستان وجود میں آئے وہ فوت ہوگئے تاکہ پاکستان زندہ رہے۔''(۶)

آپ ایک جلیل القدر اور تاریخ ساز شخصیت تھے۔ہر قدم پر مشکلات کا سامنا کیا لیکن ان کے عزم صمیم اور استقلال میں کسی موقع پر رتی بھر کمی نہیں آئی۔سبی میں سول افسروں سے ۱۲ فروری

۱۹۴۸ء میں خطاب کرتے ہوئے کہا:

''میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا میں آپ کے ضمیر سے برتر کوئی چیز نہیں ہے، جب آپ خدا کے حضور پہنچیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ پر جو فرائض عائد تھے۔ آپ نے انہیں کامل ایمانداری، دیانت، خلوص اور وفاداری کے ساتھ ادا کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے اندر یہ جذبہ پیدا کریں اور اس کے مطابق کام کریں۔'' (۷)

آپ موثر اندازِ تکلم کے مالک تھے۔ آپ کی تقاریر، افکار اور خطابات کا کمال اس قدر تھا کہ وہ اپنی پختہ کار علمیت اور درخشاں قوت اظہار کی بدولت فکر مندانہ سوچ کو دوسرے تک منتقل ہی نہ کرتے تھے انھیں گرویدہ کر لیتے تھے۔ ان کے افکار محکم اصولوں پر مبنی ہیں۔ سر فریڈرک جیمز نے کہا'' وہ ایک مضبوط مقرر اعلی درجے کے سیاسی عوامی رہنما ہیں۔ نڈر اور بے باک جنھیں حرص و ہوس کبھی آلودہ نہیں کر سکتا''۔

ڈاکٹر شائستہ اکرام اللہ کہتی ہیں:

'' قائداعظم مدبرانہ بصیرت کے مالک تھے۔ ایک ایسے انسان تھے جو اپنے عقائد کے مطابق کام کرتا ہے۔۔ قوم کی تاریخ میں ایک بار ہی ایسا انسان جنم لیتا ہے جو اس کی تقدیر بدل دیتا ہے اور قائد اعظم ایسے ہی انسان تھے جنھوں نے ہمارے سفینے کو ساحل تک لگا دیا لیکن تقدیر نے زیادہ دیر تک اس کی قیادت کی مہلت نہ دی مگر جن بنیادوں پر انھوں نے اسے قائم کیا تھا وہ بہت مضبوط ہیں اور بہت سے طوفانوں کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ ہم نے ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی ہے اور اس منزل کی طرف چل رہے ہیں جس کی نشاندہی قائداعظم نے کی تھی۔'' (۸)

۲۹ اگست ۱۹۳۸ء کو ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے قائداعظم کو خط لکھا جس میں مسلم لیگ کی تنظیم کی بہتری اور چوہدری رحمت علی کی تحریک پاکستان کے بارے میں رائے پوچھنا چاہی۔ تو قائداعظم نے نے کہا:

'' تم نے جو تجاویز پیش کی ہیں۔ وہ میں نے نوٹ کر لی ہیں۔ اور اس کے لیے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تم مجھ سے یہ توقع نہیں کرو گے کہ میں ان مسائل پر خط و کتابت میں بحث کروں۔ میرے نزدیک ابھی مسلمانوں کو سیاسی زبان سیکھنی ہے اور کس قدر

صبر سے کام لینے کی بھی تربیت حاصل کرنی ہے۔اب مجھے کامیابی
کی کچھ امید ہے کیونکہ مسلمان بیدار ہو چکے ہیں ان میں عزت ونفس
اور خود اعتمادی پیدا ہو رہی ہے۔لیکن مکمل طور پر منظّم ہونے میں ابھی
وقت لگے گا۔'' اس سے میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا کہ پہلے اس کے
لیے زمین ہموار کرنا چاہتے ہیں۔سیاسی زبان سیکھنے اور صبر کی تلقین کا
مطلب یہ ہے کہ پہلے آزاد ہندوستان میں آزاد اسلام اور دوقومی
نظریے کے نعرے مقبول کیے جائیں۔پھر دو وطنی نظریہ بھی ابھر
آئے گا۔ہمارا طریق کار یہ تھا کہ نصب العین تو پاکستان تھا لیکن
لیگ کے ساتھ مل کر کام کرنے کے قائل تھے۔''(۹)

قائد کا پہلی بار رابطہ ۲۹ مارچ ۱۹۲۷ء میں اس وقت ہوا جب آپ نے ہندوستان کے دوسرے صوبوں کی طرح بلوچستان میں بھی اصلاحات کی خواہش ظاہر کی۔یہی خواہش ۱۴ نکاتی پروگرام میں ہیں۔بلوچستان کی اہم سیاسی شخصیت قاضی محمد عیسی ۱۹۳۹ء کے آخر میں بمبئی گئے اور قائداعظم سے ملے۔تو آپ نے پوچھا کیا بلوچستان میں مسلم لیگ ہے؟انہوں نے جواب دیا۔میں انگلستان سے لوٹا ہوں، مجھے نہیں معلوم۔میرے خیال میں نہیں ہے۔تو قائد نے انھیں اپنے ہاں لنچ پر بلا کر سارے طریقہ کار سے آگاہ کیا۔پھر کوئٹہ پہنچ کر وہ مسلم لیگ کی خدمت میں لگ گئے۔ان کے ہاتھوں پہلی بار مسلم لیگ کا ممبر بننے والا شخص اخونزادہ عبدالعلی خان تھا۔(۱۹۴۴ء۔۲۰۱۷ء)۔پشین سے تعلق تھا۔پشتو اور فارسی کے بڑے شاعر تھے۔ڈاکٹر انعام الحق کوثر لکھتے ہیں۔''علامہ عبدالعلی خان نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں جو خدمات انجام دیں وہ ہمیشہ یادرہیں گی۔آپ نے مسلم لیگ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا تھا:

''مسلم لیگ اتفاق و اتحاد کی علامت ہے اور اس لحاظ سے یہ
جماعت ہمارا دین وایمان ہے۔''(۱۰)

جب قائداعظم انگریزی زبان میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے تو آپ رونے لگے۔آپ کے ساتھی سردار عثمان جوگیزئی نے کہا۔تم زبان نہیں سمجھتے۔پھر کیوں رو رہے ہو تو آپ نے کہا۔اس شخص کی آواز میں درد ہے۔جس نے مجھے مضطرب کردیا ہے۔

۱۹۳۹ء میں مسلم لیگ کا کامیاب اجلاس ہوا۔جس کے لیے تعریفی تاریں قائداعظم اور لیاقت علی خان نے بھیجیں۔جب مارچ ۱۹۴۰ء میں منٹو پارک لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ہوا تو بلوچستان کے نمائندوں نے شرکت کی۔ان میں نیشنل گارڈ کے دستے نے قائداعظم کو سٹیشن پر سلامی دینے کا اعزاز حاصل کیا اور جلسے کے نظم ونسق کے حوالے سے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔اسی اجلاس میں جو تین روزہ تھا۔اس میں قائداعظم نے دوقومی نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔''مسلمان

ایک قوم ہیں۔ان کا اپنا وطن، اپنا خطہ ارض اور اپنی ریاست ہونی چاہیے۔ہم آزاد اور خود مختار لوگوں کی حیثیت سے اپنے ہمسایوں سے امن و آشتی سے رہنا چاہتے ہیں''۔قاضی محمد عیسی مسلم لیگ کے صدر اور نئی ورکنگ کمیٹی کے سب سے کم عمر ممبر تھے۔بلوچستان صوبائی مسلم لیگ کے اجلاس میں خان لیاقت علی خان نے کہا کہ''وہ اپنے نصب العین کے حصول کے لیے کسی بھی قربانی سے نہ گھبرائیں''۔اس جہد و جہد میں ضعیف العمر مٹھڑی کی شخصیت سردار محمد علی رئیسانی کا نام تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔جو اپنے بیٹے محمد یوسف کے ساتھ جلسوں میں جاتے۔انھوں نے مدارس میں مسلم لیگ کے جلسے میں شرکت کی۔

قائداعظم ۲۶ جون ۱۹۴۳ء میں بلوچستان تشریف لائے تو اس وقت یہاں کے لوگ دو قومی نظریے کے تحت قیام پاکستان کی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لے رہے تھے۔قائداعظم نے جیکب آباد، بیل پٹ اور سبی ریلوے سٹیشنوں پر بلوچستان کے وفود جوان کا استقبال کرنے آئے تھے۔ان کا اردو زبان میں شکریہ ادا کرتے ہوئے انھیں اتحاد، اتفاق اور تنظیم سے ایک جھنڈے تلے کھڑے ہونے کی تلقین کی۔قائداعظم ۲۶ جون ۱۹۴۳ء میں پہلی بار بلوچستان اپنی بہن محترمہ فاطمہ جناح کے ہمراہ آئے تو یہاں ان کا والہانہ استقبال کیا گیا۔وہ کوئٹہ کے علاوہ پشین، زیارت، مستونگ اور قلات بھی گئے۔پشین میں ایک دن اور ایک رات قیام کیا۔قلات میں میر احمد خان کی دعوت پر گئے۔وہاں قائداعظم اور محترمہ فاطمہ جناح کو پہلے چاندی اور پھر سونے میں تولا گیا۔ان کے وزن کے برابر چاند و سونا تحفہ دیا گیا۔مستونگ آپ ۱۹۴۵ء میں گئے تو ہائی سکول مستونگ کے طلباء نے آپ کو ۲۲۵ روپے تین آنہ کی تھیلی پیش کی۔یہاں پر آپ نے اردو میں تقریر کی اور تعلیمی ترقی پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اندھیروں سے اجالوں کی طرف آنے کے لیے تعلیم کا حصول ضروری ہے اور ہم پاکستان ضرور حاصل کریں گے۔سبی میں انھوں نے ۲۴ فروری ۱۹۴۸ء کو خطاب کیا:

> ''یقین کیجئے کہ آپ نہ صرف بلوچستان کو عظیم بنائیں گے۔مجھے علم ہے کہ بلوچستان میں زبردست امکانات موجود ہیں۔بلکہ سارے پاکستان کے لیے بھی اپنا کردار ادا کریں گے اور اس طرح آپ مملکت صرف آبادی کے لحاظ سے ہی دنیا کی سب سے بڑی پانچویں مملکت ہی نہ رہے گی بلکہ پانچ برس کے دوران دنیا کی عظیم ترین مملکتوں کی صف میں شامل ہوگی۔اب یہ سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔اسے ایک مقدس امانت تصور کریں۔اپنی توانائیوں اور عزم کو دوگنا کر دیجئے۔انشاءاللہ آپ کے قدم چومے گی۔''(۱۱)

سبی میں ۲۴ فروری ۱۹۴۸ء کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

> ''میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ اس دنیا میں کوئی شہ آپ کے

اپنے ضمیر سے بڑھ کر نہیں اور جب آپ رب ذوالجلال کے حضور پیش ہوں تو آپ یہ کہہ سکیں کہ آپ نے اپنا فریضہ انتہائی احساس وفاداری، دیانت، راست گوئی، لگن اور وفا شعاری کے ساتھ انجام دیا۔''(۱۲)

۳ جولائی ۱۹۴۳ء کو قائداعظم نے بلوچستان مسلم لیگ کے تیسرے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''اب وقت آ گیا ہے کہ مسلمانان بلوچستان بھی گراں خوابی سے چونکیں اور امت مسلمہ کی صفوں میں شامل ہو جائیں۔ باہمی حسد و کینہ اور اپنے ہی کنبوں کے فائدوں کو نظر انداز کر دو ۔ ذرا ذرا سے اختلافات، نجی قضیے اور قبیلوں کی تو ہم پرستیوں کو خیر باد کہہ دو، اگر تم نے اتنا کر لیا تو یقیناً بلوچستان آگے بڑھ کر اپنا باعزت مقام حاصل کر لے گا۔ میں بلوچستان کے نوابوں کو یہ مخلصانہ مشورہ دوں گا کہ وہ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کو پیش نظر رکھیں۔''(۱۳)

قائداعظم کی بلوچستان کے عوام سے خاص انسیت تھی۔اس کا ذکر کرتے ہوئے عافیہ رانا لکھتی ہیں:

''قلات کے پاکستان میں شامل ہونے کی خبر سے بلوچستان میں خصوصا کوئٹہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔قائداعظم کو بلوچ عوام سے خاص انس تھا۔نئی مملکت کے سربراہ بننے کے بعدانھوں نے بلوچستان کے معاملات کو کسی کے سپرد نہیں کیا بلکہ انہیں اپنی نگرانی میں رکھنے کا فیصلہ کیا۔''(۱۴)

پروفیسر انور رومان لکھتے ہیں:

''قائداعظم نہایت خندہ پیشانی سے ان نوجوانوں کو تعمیر کردار، شبانہ روز محنت، جذبہ ایثار، اصلاح معاشرہ، خدمت خلق اور نظم وضبط پر ابھارتے ہوئے ان کے سامنے تاریخ اسلام اور بالخصوص تاریخ قریب کے اوراق پلٹتے ہوئے اور ان کڑے اور کٹھن مسائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جنھوں نے فوری طور پر ملک کو گھیر لیا تھا انھیں مستقبل کے غیاب وحضور سے آگاہ کرتے رہے۔''(۱۵)

ڈاکٹر محمد اشرف کمال لکھتے ہیں:

''قائداعظم ایک وسیع المطالعہ شخص تھے۔انھوں نے دنیا کی مختلف تہذیبوں کا نہ صرف مطالعہ کیا بلکہ ان مختلف معاشرت کی حامل تہذیبوں کا انھوں نے قریب سے مشاہدہ کیا ہوا تھا۔اسی لیے جب ہندوستان میں آزادی کی تحریک نے زور پکڑا اور مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کے حصول کے لیے کوششوں کا آغاز ہوا تو قائداعظم نے زبان کے مسئلہ کو بنیادی اہمیت دی وہ مسلمانانِ ہند کی ہر دلعزیز زبان اردو کو روانی سے بول نہیں سکتے تھے۔اس کے باوجود انھوں نے نا صرف اردو زبان سے واقفیت حاصل کی بلکہ اکثر اجتماعات میں آپ نے اردو میں تقریر کی۔'' (۱۶)

بلوچستان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے اپنے لیے زیارت کو مسکن بنایا۔قائداعظم کے آخری ایام زیارت میں گزرے۔ڈاکٹر علی ریاض شاہ کے مطابق۔''ایک دن ہنستے ہنستے باتوں باتوں میں الٰہی بخش نے کہا۔ہماری خواہش ہے کہ آپ کی صحت اتنی اچھی ہو جائے جتنی کہ آج سے سات آٹھ سال پہلے تھی۔تو آپ نے فرمایا:

''چند سال قبل میری آرزو تھی کہ میں زندہ رہوں۔۔۔میں اس لیے زندہ رہنا چاہتا تھا کہ قوم نے جو کام میرے سپرد کیا ہے اور قدرت نے جس لیے مجھے مقرر کیا ہے۔میں اسے پایہ تکمیل تک پہنچا سکوں۔وہ کام پورا ہو گیا ہے۔میں اپنا فرض پورا کر چکا ہوں۔پاکستان بن گیا ہے۔اس کی بنیادیں مضبوط ہیں۔اب چند ماہ سے مجھے ایسے خیالات آتے رہتے ہیں کہ اپنا فرض ادا کر چکا ہوں۔قوم کو جس چیز کی ضرورت تھی وہ قوم کو مل گئی۔اب یہ قوم کا کام ہے کہ وہ اس کی تعمیر کرے۔اسے ناقابل تسخیر اور ترقی یافتہ ملک بنا دے۔حکومت کا نظم و نسق دیانت داری اور محنت سے چلائے۔میں طویل سفر کے بعد تھک گیا ہوں۔آٹھ سال تک مجھے قوم کے اعتماد، تعاون پر تنہا مضبوط دشمنوں سے لڑنا پڑا۔میں نے خدا کے بھروسہ پر ان تھک کوشش اور محنت کی ہے اور اپنے جسم کے خون کا آخری قطرہ تک حصول پاکستان کے لیے صرف کر دیا ہے۔میں تھک گیا ہوں، آرام چاہتا ہوں۔اب مجھے زندگی سے زیادہ دل چسپی نہیں۔''

قائداعظم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور آنکھوں سے بہتے آنسو

رخساروں کو سیراب کرتے ہوئے بستر میں جذب ہو گئے۔"(۱۷)

قائداعظم کی کوششوں سے نا صرف ایک الگ ملک کا قیام عمل میں آیا بلکہ ان کی تہذیب و ثقافت کا تحفظ بھی ہوا۔ وہ اس قابل ہو گے کہ وہ پوری آزادی کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی زندگی بسر کر سکیں۔

ہمارے ملک کی موجودہ صورت حال ۔۔۔۔اتنا کہوں گی کہ قائداعظم بڑے ہی شفاف باطن، سالارقوم، اور استقلال کا پیکر تھے۔ پاکستان کے حصول کے لیے جس قدر انھوں نے محنت کی۔ اس تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے ہماری بصارت تھک جاتی ہے لیکن واقعات پر واقعات ختم نہیں ہوتے۔ کتنی حوصلہ مندی کے ساتھ انھوں نے مکاریوں اور دھوکہ بازیوں کا مقابلہ کیا۔ کس قدر جہد و جہد کی۔ اس پر خلوص شخص کو زندگی نے موقع نہیں دیا کہ وہ مزید ملکی ترقی کی منصوبہ بندی کر سکتے۔ ان کی صحت دن رات محنت کے سبب کمزور ہوتی گئی۔ وہ اپنے نحیف جسم کے ساتھ نئی مملکت کے قیام و استحکام کے لیے مصروف عمل رہے۔ کثرت کار کا بوجھ انھیں ناتواں اور صاحب فراش کرتا گیا۔

حوالہ جات

۱۔ شمس الحسن، مؤلف: مسلم ویز، صرف مسٹر جناح، لاہور: آتش فشاں پبلی کیشنز،

۲۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر، قائداعظم اور بلوچستان، کوئٹہ: یونائیٹڈ پرنٹرز، ص:۲۸

۳۔ ایضاً، ص:۱۸

۴۔ ایضاً، ص:۳۹

۵۔ تقریر ریڈیو پاکستان

۶۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر، قائداعظم علی گڑھ اور بلوچستان، کوئٹہ: سیرت اکادمی بلوچستان، ۲۰۰۱ء، ص:۱۴

۷۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر، مادر ملت اور بلوچستان، کوئٹہ: یونائیٹڈ پرنٹرز، ۲۰۰۳ء، ص:۵۲

۸۔ شائستہ اکرام، ڈاکٹر، اخبار اردو، اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۳ء۔ ۲۰۱۴ء، ص:۱۲

۹۔ عبدالاسلام خورشید، ڈاکٹر، اخبار اردو، اسلام آباد: ادارہ فروغ قومی زبان، ۲۰۱۳ء۔ ۲۰۱۴ء، ص:

۱۰۔ انعام الحق کوثر، ڈاکٹر، قائداعظم علی گڑھ اور بلوچستان، ص:

۱۱۔ سبی میں خطاب قائداعظم محمد علی جناح، تقاریر و بیانات ۴۸۔۱۹۴۷ء، اسلام آباد: وزارت اطلاعات و نشریات، نظامت فلم و مطبوعات، ۱۹۸۹ء، ص:۱۶۵

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ عافیہ رانا، بلوچستان میں تاریخی ریفرنڈم ۱۹۴۷ء، لاہور: ادب معلّٰی، ۲۰۱۴ء، ص:۱۷۹

۱۵۔ انور رومان، پروفیسر، اخبار مشرق، ۱۹۸۳ء، شمارہ ۲۲ ستمبر

۱۶۔ محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، پاکستان، قومی زبان اور قائداعظم، مشمولہ: اخبار اردو، ماہنامہ، اسلام آباد، ۲۰۱۸ء، ص:۱۳۔۱۲

۱۷۔ ریاض علی شاہ، ڈاکٹر، قائداعظم کے آخری ایام، مشمولہ: ماہ نو، نومبر ۱۹۷۶ء، ص:۱۷۰

☆......☆......☆